احرار اور منافقین کے مقابلہ میں ہم ہرگز کوئی کمزوری نہیں دکھائیں گے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

احرار اور منافقین کے مقابلہ میں ہم ہرگز کوئی کمزوری نہیں دکھائیں گے

حُکّام کے ہاتھوں سلسلہ کی بے عزتی قطعاً گوارا نہیں کی جائے گی

(تقریر فرمودہ ۲۶۔ مئی ۱۹۳۵ء بمقام قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

کوئی تین ماہ کا عرصہ گزرا میں ایک سفر پر جا رہا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اُس وقت تک کہ مشیّتِ الٰہی ہمیں کامیاب کر دے ہر چھٹے ماہ دُہرائے جانے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ اس کے لئے پہلا دن اگر وہ دن ہو جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے تھے تو یہ گویا ہمارے عہدوں کی تجدید کا نہایت لطیف موقع ہوگا لیکن مشکل یہ ہے کہ ہندوستان میں جلسے اچھی طرح صرف اتوار کے روز ہی ہو سکتے ہیں اور دوسرے دنوں میں بوجہ تعطیل نہ ہونے کے عُمدگی سے نہیں ہو سکتے۔ اُس وقت سواری میں میرے ساتھ برادرم سید محمود اللہ شاہ صاحب تھے میں نے انہیں کہا کہ حساب لگاؤ۔ ۲۶۔ مئی کو کونسا دن ہوگا، میرا دل کہتا ہے کہ اتوار ہی ہوگا۔ انہوں نے حساب لگایا تو حساب میں کوئی غلطی ہوگئی اور انہوں نے کہا کہ نہیں یہ دن اتوار کا نہیں ہوگا۔ مگر میں نے کہا کہ نہیں، پھر حساب لگائیں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ دن ضرور اتوار کا ہوگا۔ چنانچہ پھر جب انہوں نے حساب لگایا تو ۲۶۔ مئی کو اتوار ہی تھا اور تحریک کے اعلان کے چھ ماہ بعد پہلا اتوار کا دن آتا تھا پس میں نے سمجھا کہ یہ خیال الٰہی تصرف کے ماتحت تھا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر اس کے کہ ہم کسی بدعت کے مرتکب ہوں یا ایسی رسم کے مرتکب ہوں جس کی

مذہب اجازت نہیں دیتا ہم کو یہ موقع دیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہم اس دن جس دن کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس بُلا لیا اور آپ کے کام کا بوجھ ہمارے کندھوں پر ڈالا، ہم سے اِس اقرار کی تجدید کرائے کہ دنیا مخالفتوں، عداوتوں اور عِناد میں خواہ کتنی بڑھ جائے، ایک سچا احمدی اپنا فرض سمجھے گا کہ ہر قربانی کر کے اس مقصد کو پورا کرے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ ہم اِس دن کو نہیں بھول سکتے جو ہماری خوشیوں کا آخری دن تھا جس سے پہلے دن کی شام تک ہم یہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ رنج وغم کا کوئی دن بھی ہم پر آ سکتا ہے۔ اُس دن جب ہم نے عشاء کی نماز پڑھی تو ہمارے دل خوش تھے کہ خدا تعالیٰ کا تازہ کلام سننے کا ہمیں ہر صبح موقع ملتا ہے جس کی ہدایت میں ہم آگے قدم اُٹھاتے ہیں۔ جس دن کہ ہم رات کو جب سوئے تو دنیا ہمارے لئے ابتدائے آفرینش کا منظر پیش کرتی تھی لیکن جب جاگے تو قیامت کا منظر ہمارے سامنے تھا۔ خدا کا مسیح اِس صورت میں ہم سے جُدا ہوا کہ ہم رات کو یہ خوشی اپنے قلوب میں لے کر سوئے تھے کہ صبح خدا کا تازہ کلام سنیں گے لیکن صبح نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ وہ پیغام جس کے سننے کے لئے تیرہ سَو سال سے بڑے بڑے بزرگ متمنّی چلے آئے تھے، اُس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ وہ ۲۶۔ مئی کا ہی دن تھا کہ جس دن دنیا کی لذتیں ہمارے لئے کوفت کا موجب بن گئیں، جس دن کہ ہم میں سے ہر ایک حسّان بن کر مثیلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کہہ رہا تھا کہ:۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

تو میری آنکھوں کی پُتلی تھا اور آج میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اب تیرے بعد جو چاہے، مرے۔ مجھے تو صرف تیری ہی موت کا خطرہ تھا۔

آج وہی تاریخ اور وہی مہینہ ہے اور یہ دن ہمیں اُن مقدّس فرائض کی یاد دلاتا ہے جن کا پورا کرنا انسان کو قُربِ الٰہی کے بہترین مقام پر پہنچا دیتا ہے اور ہمارے دلوں میں پھر ایک اُمنگ پیدا کرتا ہے اور ہر احمدی اُس آواز کو جس نے بتایا تھا کہ خدا کی طرف سے تمہارے لئے ترقیات کے جو وعدے ہیں اور قدرتِ ثانیہ کا ظہور میرے بعد ہوگا، آج بھی سن رہا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام

کی طرح حضرت مسیح ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی پیغام دیا تھا کہ تمہارے لئے ترقیات کے جو وعدے ہیں وہ زیادہ تر میرے بعد پورے ہوں گے اور اُن وجودوں کے ذریعہ پورے ہونگے جنہیں اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کا مظہر قرار دے گا۔ پس ہر احمدی پر جو منافق نہیں یہ دن نہیں گزر سکتا جب تک اسے اس کی ذمہ داری یاد نہ دلا دے اور یہ آواز اس کے کانوں میں نہ گونجے کہ اسلام کی ترقی چاہتی ہے کہ میں تم سے جُدا ہو جاؤں اور خدمتِ اسلام کا کام تمہارے کندھوں پر پڑے۔

جس دن یہ اعلان شائع ہؤا، اِس پر آج ۲۹ برس گزر چکے ہیں اور جس وقت یہ وعدہ پورا ہونا شروع ہوا اِس پر بھی ۲۷ سال گزر چکے ہیں اس عرصہ میں ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح ادا کیا؟ اس کا جواب وہ ترقی نہیں جو اس عرصہ میں سلسلہ کو حاصل ہوئی اس لئے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوئی، ہم میں سے کون کہہ سکتا ہے کہ سلسلہ کا پھیلنا میری وجہ سے ہے اور اسے جو عظمت حاصل ہوئی ہے وہ میری تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ کو مجموعی لحاظ سے جو ترقی حاصل ہوئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہوئی ہے اور اس میں کسی بندہ کا کوئی دخل نہیں۔ پس اس سوال کا جواب ہم میں سے ہر شخص کا دل ہی دے سکتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے دل سے پوچھے کہ سلسلہ کی اس ترقی میں اس کا کتنا دخل ہے۔ اور اس پیشگوئی کو پورا کرنے اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اس نے کیا کوشش کی ہے۔ اگر تو اس کے دل کا جواب خوشکن ہو تو وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے مال و جان قربان کر دینے کا جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا ہو رہا ہے لیکن اگر اس کا دل خوشکن جواب نہ دے اور اسے شرمندہ کرے کہ اس عرصہ میں اسے خدمتِ دین کا موقع نہیں ملا تو اس کے لئے حسرت ہے۔ کاش! ایسا انسان پیدا ہی نہ ہوا ہوتا اور دنیا کی زندگی اسے حاصل نہ ہوئی ہوتی۔ کچھ اوقات اِس دوران میں ایسے بھی آئے ہیں جو نہایت خطرناک تھے اور جن میں خصوصیت سے جماعت کا امتحان لیا گیا ہے اور باوجود اس اقرار کے کہ ہم میں کمزوریاں ہیں اور کہ ابھی ہمیں بہت سی مزید قربانیوں کی ضرورت ہے، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان امتحانوں میں اکثر دوست کامیاب ہوئے ہیں۔

ایک ابتلاء تو اُس وقت آیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے۔ اُس وقت کئی لوگ کہتے پھرتے تھے کہ وہ وعدے کہاں گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے تھے، ابھی تو جماعت ابتدائی حالت میں ہے اور خدا کا مسیح ہم سے جُدا ہو گیا، وہ چہرے

مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جن پر سے اس دن نور اُڑ گیا اور رونق کافور ہوگئی، اُن پر افسردگی کے بادل چھا گئے، اُن کے ہونٹ خشک تھے اور وہ گھبراہٹ میں یہ سوال کرتے تھے کہ اب کیا ہوگا؟ میرے کان ان آوازوں کو اَب بھی سن رہے ہیں غیر احمدیوں کی نہیں بلکہ احمدیوں کی آوازوں کو جو ایک دوسرے سے کہتے پھرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کیا ہوئے؟ اور وہ پیشگوئیاں کہاں گئیں؟ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا ہوکر گھبراہٹ کا اظہار الفاظ میں کرتے تھے لیکن اس خطرناک ابتلاء کے باوجود اکثر حصہ محفوظ رہا اور وہ طوفان جو معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کو بہا کر لے جائے گا اور جو اِس زور سے حملہ آور ہوا تھا کہ معلوم ہوتا تھا اس کے آگے زمین ایک چھلکے کی طرح ٹوٹ جائے گی، جب قریب آیا تو اس میں صبح کی ٹھنڈی ہوا سے زیادہ کوئی شدّت نہ تھی اور جماعت کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے بالکل محفوظ رکھا اور وہ اس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ پھر جماعت پر اُس وقت ابتلا آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد پیغامی فتنہ اُٹھا اور جماعت کے اعلیٰ کارکن علیحدہ ہوگئے، خزانہ خالی تھا اور جماعت کا بیشتر حصہ اُن کے ساتھ تھا۔ اُس وقت بھی اکثر لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ کام کس طرح چلے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مایوسی کی حالت کو دیکھ کر مجھے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی نہیں روک سکتا اور جو مقابل پر کھڑے تھے ان کے متعلق بتایا کہ لَیُمَزِّقَنَّهُمْ یعنی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور کامیابی انہیں حاصل ہوگی جو میرے ساتھ ہیں۔ میں نے اُسی وقت اِس اعلان کو شائع کر دیا۔ ان لوگوں نے اسے پڑھا اور دیکھا اور مسکرائے اور سر ہلا کر کہا ہم یہاں سے جاتے ہیں مگر اِسی زمین کی طرف اشاہ کرتے ہوئے جہاں اِس وقت جلسہ ہو رہا ہے کہا کہ دس سال کے عرصہ میں اِس جگہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا لیکن اب دس نہیں بیس بلکہ اکیس سال گذر چکے ہیں اور ۱۴ مارچ سے بائیسواں سال شروع ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مسلمانوں کا ہی قبضہ ہے بلکہ یہ قبضہ بڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اگرچہ دشمن کا یہ اعتراض صحیح نہیں اور محض ہمیں بدنام کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے لیکن وہ کہہ ضرور رہا ہے کہ قادیان میں حکومت کے اندر ایک اور حکومت ہے بلکہ یہاں تک کہہ رہا ہے کہ یہاں حکومت برطانیہ کی نہیں بلکہ احمدیوں کی ہے۔ آج سے اکیس سال پہلے مخالف میرے متعلق کہتے تھے کہ یہ بچہ ہے یہ کام کیا کرسکتا ہے؟ دس سال میں یہاں عیسائی مشنریوں کا قبضہ ہو جائے گا لیکن آج مخالف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں عیسائی حکومت ہے ہی نہیں بلکہ احمدیوں کی حکومت ہوگئی ہے۔ گو ان کا یہ بیان درست نہیں ہم حکومت کے فرمانبردار ہیں لیکن اِس سے یہ

ضرور ثابت ہوتا ہے کہ دشمن بھی اِس کو تسلیم کرتا ہے کہ ہم اب پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ آج کوئی جائے اور اُس دوست سے جا کر کہے جس نے اِس میدان اور اِسی خطّہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہاں عیسائی مشنریوں کا قبضہ ہو جائے گا کہ بندہ خدا! اب تو احراری بھی کہتے ہیں۔ کہ قادیان میں احمدیوں کی حکومت ہے۔ گویا اس سے زیادہ یہاں احمدیوں کا قبضہ ہے۔ جو ۱۹۱۴ء میں تھا۔ یہ کتنا زبردست نشان ہے اس امر کا کہ خدا کے کام کو کون روک سکتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ اور اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کس طرح حرف بحرف پورا ہوا ہے۔ یہ وہ کلام تھا جو خدا نے مجھ سے کیا اور میں نے اُسی وقت اسے شائع کر دیا اور آج بچہ بچہ اسے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ کون ہے جو ایسے مخالف حالات میں یہ پیشگوئیاں کر سکتا ہے۔ اور مخالفوں نے مخالفت کے طوفان اُٹھا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ بہرحال وہ طوفان آیا اور چلا گیا اور اب ایک سال سے ایک اور طوفان اُٹھا ہوا ہے۔ کچھ مخالف اِس ارادہ سے کھڑے ہوئے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو کُچل دیا جائے۔ ان کی یہ امیدیں مجانین کے خیالات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حُکم نہ ہوتا کہ مخالف کے مقابلہ میں تدبیر سے کام لو تو میں ان سے صاف کہہ دیتا کہ جاؤ اور اپنا پورا زور لگا لو میں تمہارے مقابلہ میں ایک قدم بھی اُٹھانا نہیں چاہتا لیکن ہمارے رب نے اِن فِتنوں میں ہماری آزمائش رکھی ہے اور کہا ہے کہ گو فتح میری طرف سے ہی ہوگی لیکن ہوگی انسانی کوشش کے نتیجہ میں۔

پس اِس قانون کے رو سے ہم مجبور ہیں کہ مقابلہ کریں اور سلسلہ کی خاطر اپنے نفوس اور اپنی جانیں اور اپنے اموال سب کچھ قربان کر دیں۔ دشمن سے بڑھ کر اپنے اندر فدائیت پیدا کریں کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہمارے ایمانوں کا برتن چکنا چور ہو جائے گا۔

قریباً ۷ ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی رات کو ایک مجسٹریٹ میرے پاس آیا اور ایک پروانہ لایا کہ احراری یہاں جلسہ کرنا چاہتے ہیں اس موقع پر آپ باہر سے اپنے کچھ آدمی بُلانا چاہتے ہیں۔ حکومت اپنے اختیارات کے رو سے حُکم دیتی ہے کہ اس حُکم نامہ کو منسوخ کر دو اور اس موقع پر باہر سے کسی کو نہ بُلاؤ، نہ کسی کی دعوت کرو اور نہ اپنے گھروں پر کسی کو ٹھہراؤ۔ یہ ناپسندیدہ، سراسر ناواجب اور خلافِ قانون حُکم ایسے موقع پر دیا گیا جب اس کی ضرورت نہ تھی اور اُسے دیا گیا جس نے کوئی خط نہ لکھا تھا اور ایسی حالت میں دیا گیا کہ حکومت

کے منشاء کو پورا کرنے کیلئے جس نے یہ حکم دیا تھا، وہ خود ہی اسے منسوخ کر چکا تھا اور ایسے ہاتھوں میں سے ہو کر آیا جنہیں معلوم تھا کہ وہ دعوت نامہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بات کھول دی کہ کسی انسان پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ اور کہ جن کی جانیں بچانے کیلئے ہم اپنی جانیں پچاس سال تک قربان کرتے رہے، جن کی عزتیں بچانے کے لئے ہم پچاس سال تک اپنی عزتیں قربان کرتے رہے، اُن پر بھی ہمارا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے۔ لوگ روشنی میں دیکھتے ہیں مگر مجھے خدا تعالیٰ نے ۱۷۔ اکتوبر کی رات کو یہ حقیقت دکھا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس رات کو ہمارے لئے نور بنا دیا اور ہمارے لئے وہ رستہ کھول دیا جو ترقی اور کامیابی کا رستہ ہے۔ یہ نوٹس گویا ایک اِفشائے راز تھا اُن کارروائیوں کا جو اندرونِ پردہ ہو رہی تھیں، وہ ایک قدم تھا جس نے ایک لمبی کارروائی کو ظاہر کر دیا۔ میں نے اُس کا وہی جواب دیا جو ایک شریف مومن کا حق ہے۔ میں نے اس پر اظہارِ نفرت کیا اور اظہارِ نفرت کرتے ہوئے مذہبی حُکم کے ماتحت فرمانبرداری کا یقین دلایا۔ نیز جماعت کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ وہ یہ نہ سمجھے ہمارے لئے یہ امن کا زمانہ ہے اور پُرامن حکومت ہے اس لئے ہم فِتنوں سے بچے رہیں گے۔ حکومت کے افسر بھی شریروں کے بہکانے میں آ سکتے ہیں آخر وہ بھی انسان ہیں اور بعض اچھے اچھے شریف لوگوں کو شریر بہکا لیتے ہیں اور دھوکا دے لیتے ہیں۔ ہمیں یہ جو اطمینان تھا کہ پُرامن حکومت ہے اور شریف لوگوں کی حکومت ہے، گو ہمارا یہ خیال صحیح تھا اور میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ صحیح ہے، مگر پھر بھی ہمارا یہ اطمینان صحیح نہ تھا یہ ایک الارم تھا، وارننگ تھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ملی اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش ہوں کہ میں نے اسے قبول کیا اور جماعت کو اسے قبول کرنے کی دعوت دی اور میں اس پر بھی خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بیشتر حصہ کو اسے قبول کرنے کی توفیق دی۔ میں نے کہا کہ یہ قربانیوں کا زمانہ ہے اور اس پُرامن زمانہ میں بھی تمہارے لئے تکلیف کے سامان ہو رہے ہیں۔ پس آؤ اور خدا کے لئے قربانیاں کرو۔ جماعت نے کہا کہ ہم تیار ہیں اور بیشتر حصہ نے لَبَّیْکَ سے جواب دیا۔ بے شک منافق بھی ہیں مگر ان کی غلطیاں جماعت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتیں۔ یہ فتنہ کے دن گزر گئے اور اب یہ فتنہ مختلف صورتیں بدلتا ہوا کچھ اور شکل اختیار کر چکا ہے لیکن دوستوں کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ فتنہ ابھی گیا نہیں اُس نے شکل بدل لی ہے مگر ابھی مٹا نہیں بلکہ مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ باوجود اس کے کہ یہ جماعت ترقی کر رہی ہے مگر بہرحال یہ مینارٹی (MINORITY)

ہے۔ اور میجارٹی (MAJORITY) کا مقابلہ کب کرسکتی ہے مگر جب ہم نے مقابلہ کیا تو اب سمجھ چکے ہیں کہ یہ جماعت آسانی سے ٹوٹنے والی نہیں۔

ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ایک ذمہ دار افسر نے اس سے کہا کہ گو یہ بات ثابت کر دی گئی ہے کہ احمدی جماعت پر جو الزام لگائے جاتے تھے، وہ صحیح نہیں ہیں مگر یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اگر اس جماعت کو ڈرایا جائے تو ڈرتی نہیں بلکہ ظلم کو ناپسند کرتی ہے۔ گویا ان کے نزدیک اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ افسر اگر بُوٹ کی ٹھوکر ماریں تو انسان اسے چاٹنے لگ جائے لیکن میں ایسے افسروں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ نے اطاعت کا یہ مفہوم کبھی سیکھا ہی نہیں۔ جماعت احمدیہ ملکِ معظّم اور ان کے نمائندوں کی وفادار ہے لیکن ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ خدا کا سپاہی ہے اور خدا کا سپاہی ناواجب طور پر کسی کے سامنے نہیں جُھک سکتا خواہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ ہر وہ شخص جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے بہادری کا امتحان پاس کرتا ہے اور کسی سے خوف نہیں کھا سکتا۔ جس کا دل خائف ہے، وہ احمدی نہیں اس لئے جماعت احمدیہ کبھی اس بات کے لئے تیار نہیں ہوگی کہ ناواجب سختیوں کو برداشت کرے اور پروٹسٹ نہ کرے کہ یہ خلافِ قانون ہیں۔ بہر حال بعض وہ افسر جن کے ارادے نیک نہ تھے، اُن کو معلوم ہو گیا کہ اُن کی کھلی کھلی دھمکیاں کام نہیں دے سکتیں، اس لئے کوئی اور ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ چنانچہ اب انہوں نے خفیہ کوششیں شروع کر دی ہیں۔ ایک افسر نے ہمارے ایک دوست سے کہا کہ ہم نے قادیان میں ۳۲۔ احمدیوں کو خرید لیا ہے۔ ہم تو حکومت کے خلاف کوئی خفیہ کارروائیاں کرتے ہی نہیں اسی واسطے ایک شریف انگریز افسر نے کہا تھا کہ میں تو یہ سمجھ بھی نہیں سکتا کہ قادیان میں جاسوس رکھنے کی کوئی ضرورت ہے۔ آپ لوگ تو جو کچھ کہتے ہیں، علی الِاعلان کہتے ہیں اور پھر اسے اخباروں میں شائع کراتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے بلکہ اگر کوئی شخص ہم میں رہ کر غور کرے تو ہماری پرائیویٹ گفتگو زیادہ نرم ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے جو ہم پبلک میں کرتے ہیں۔ سٹیج پر تو ہم نے چیلنج کا جواب دینا ہوتا ہے مگر پرائیویٹ گفتگو میں ہمارے پُرانے تأثرات عَود کر آتے ہیں اور پُرانی لُغات زبان پر پھر جاری ہو جاتی ہیں۔ حکومت کی طرح احرار نے بھی معلوم کر لیا ہے کہ قادیان کے قریب ایک جلسہ کر کے وہ ہمیں مرعوب نہیں کر سکتے، اس لئے انہوں نے پھر ایک جلسہ کا اعلان کیا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ امسال دو لاکھ آدمی آئیں گے۔ پچھلے سال ایک لاکھ کہتے تھے اور پانچ ہزار آئے

تھے۔ اس سال دو لاکھ کہہ رہے ہیں، معلوم نہیں کس قدر لوگ آتے ہیں۔ گزشتہ جلسہ کے بعد ہمیں بتایا گیا تھا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ احراریوں کا جلسہ محض فتنہ کیلئے تھا اور آئندہ ایسی غلطی نہ ہونے پائے گی لیکن واقعات بتا رہے ہیں کہ وہ وعدے فراموش کئے جانے والے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جماعت احمدیہ کے مرکز میں پھر گند اُچھالا جانے والا ہے لیکن ہم حکومت کو کوئی مشورہ نہیں دے سکتے، اس لئے کہ وہ اپنی طاقت پر نازاں ہے لیکن اس سے اوپر ایک اور حکومت ہے اور میں آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ اس کے سامنے جا کر اپیل کرو۔ اے خدا! تیرے مقدس! ماموروُرسل کے خلاف گند اُچھالا جا رہا ہے اور جس حکومت کے ہاتھ میں انصاف کی باگ ہے وہ ہمیں انصاف دینا نہیں چاہتی تُو ہمارے لئے خود امن پیدا کر کہ تیرا وعدہ ہے اِس بستی کو امن دیا جائے گا۔ اِس بات سے مت گھبراؤ کہ تمہاری ایک سال کی دعاؤں کے باوجود یہ فتنہ ابھی تک نہیں مٹا۔ رسول کریم ﷺ مکہ میں تیرہ سال دعائیں کرتے رہے، تب مدینہ میں اُن کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی کمزوری کو دیکھ کر ہو سکتا ہے کہ جلد ہی نتیجہ نکال دے لیکن اس کی طرف سے دعاؤں کی قبولیت حکمتوں کے ماتحت ہوتی ہے۔ پس میں آج پھر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اکتوبر کا مہینہ نزدیک آ رہا ہے، پھر آوازیں آ رہی ہیں کہ قادیان میں لاکھوں آدمی جمع ہونگے، پھر یہاں جلسہ کیا جانے والا ہے جس میں بقول ان کے فرعونی تخت اُلٹا جائے گا، پھر ناپاک الفاظ بولے جائیں گے اور ہمارے دل گواہی دیتے ہیں کہ پھر ویسے ہی حُکّام ان پر پردہ ڈالیں گے، پھر ہمیں قید کیا جائے گا اور جلسہ میں شمولیت سے روکا جائے گا، پھر ہمیں گلیوں میں پھرنے سے روک دیا جائے گا۔ وہی کچھ جو ۱۹۳۴ء میں ہوا پھر ۱۹۳۵ء میں ہونے والا ہے اور اسے صرف وہی خدا روک سکتا ہے جس نے اصحاب الفیل کو روکا تھا۔ پس جماعت کو اسی خدا سے اپیل کرنی چاہیے کہ جس نے قرآن میں سورۃ فیل نازل کی اور اسی واسطے اس نے اسے اُتارا کہ آئندہ زمانہ میں بھی ایسے حالات پیش آنے والے تھے۔ جنگِ عظیم کے زمانہ میں جب ٹرکی لڑائی میں شامل ہوا اور بعض حکومتوں نے تجویز کیا کہ عرب پر حملہ کیا جائے تو یہ خبر سنتے ہی مَیں نے مغرب کی نماز میں سورۃ فیل اس لئے پڑھنی شروع کر دی کہ خدا تعالیٰ مکہ کو دشمنوں کے حملہ سے بچائے۔ آج اس پر بیس سال کے قریب گزر چکے ہیں اور میں بغیر ایک ناغہ کے یہ دعا کرتا رہا ہوں مگر وہ احراری جنہوں نے شاید ایک دن بھی یہ دعا نہ کی ہو اور یہ محسوس تک نہ کیا ہو، وہ کہتے ہیں کہ احمدی اگر موقع ملے تو مکہ کو بھی بیچ دیں گے۔ کیا ہی عجیب بات ہے کہ

میں جو بیس سال سے برابر دعائیں کر رہا ہوں، ہمارے متعلق تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مکہ مدینہ کا احترام نہیں کرتے لیکن وہ لوگ جنہوں نے کبھی ایک دن بھی دعا نہیں کی بلکہ اس کا احساس بھی نہیں کیا وہ اعتراض کرنے والے ہیں۔ بہرحال اس قسم کے واقعات خواہ وہ حقیقی مکہ کے متعلق ہوں خواہ مجازی کے متعلق، ضرور ہونے والے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل کی۔ تم لوگ عجز سے اسے پڑھو تا خدا تعالیٰ جس کے ہاتھوں میں سب کی جانیں ہیں ہمارے دشمنوں کو روکے اور اس فتنہ سے بچائے جس سے بچنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ سات ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے اس عرصہ میں کئی جھگڑے ہمارے ساتھ کئے گئے، ہماری عورتوں کی بے حرمتیاں کی گئیں مگر کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ ہماری فریاد سنی گئی اور اس پر کوئی توجہ کی گئی ہو۔ ہمارے مرکز میں ایک احمدی عورت کی ایک سپاہی نے بے حرمتی کی اور جب ہم نے رپورٹ کی تو سنا گیا ہے کہ افسران نے اس پر یہ لکھا کہ سپاہی کو احمدیوں نے دِق کیا تھا قانونی کارروائی سے بچنے کے لئے انہوں نے یہ کہانی بنالی ہے۔ گویا ہم لوگ ایسے ہیں کہ ایک معمولی گرفت سے بچنے کے لئے ایسی کہانیاں بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح درجنوں واقعات ہیں مگر ایک میں بھی ہمیں سچا نہیں سمجھا گیا اور یہ سب کچھ اس عدل کی عادت کے باوجود ہو رہا ہے جو انگریزوں کی قوم میں پائی جاتی ہے۔ پس اس کا مطلب یہی ہے کہ اس قدر لوگ ہمارے خلاف ہیں کہ انگریز کو صداقت معلوم کرنے کا موقع نہیں مل سکتا اور ہمارے اور انگریزی انصاف کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا ہے۔ جب ایک ہی قسم کی دس بیس رپورٹیں پہنچیں تو صداقت کا مشتبہ ہو جانا ناممکن نہیں۔

پس ان حالات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ فتنہ کمزور ہو گیا ہے، وہ غلطی پر ہیں۔ پہلے یہ ایسی شکل میں تھا کہ ہم ثابت کر سکتے تھے کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور قانون شکنی کی جا رہی ہے۔ مگر اب ایسی روش اختیار کی جا رہی ہے کہ مصیبتیں تو قائم رہیں لیکن ہم بِالصراحت یہ ثابت نہ کر سکیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اب قادیان میں ایسی گالیاں نہیں دی جاتیں بلکہ باہر جا کر دی جاتی ہیں۔ صرف اس لئے کہ یہاں منصوبے زیادہ مضبوطی سے کئے جا سکیں اور بالا افسر ہمارے مخالف افسروں کے کارناموں سے واقف ہو کر دخل دینے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ ماتحت افسر اس بات سے ضرور ڈر جاتے ہیں کہ ایک حد کے بعد اوپر والے افسر ضرور پکڑیں گے کہ کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی اس لئے اب ہر امر کو مخفی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہمیں کہا گیا تھا کہ پچھلی باتوں کو بھول جاؤ مگر ہم کیا کریں ہمیں بھولنے نہیں دیا جاتا۔ ایک

تازہ رپورٹ مجھے پہنچی ہے کہ ایک ضلع میں غیر مبائعین نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا جو منظور کر لیا گیا۔ حکومت کو اطلاع دی گئی کہ انتظام کیا جائے۔ جس پر یہ انتظام کیا گیا کہ ہماری جماعت کو جسے چیلنج دیا گیا تھا، اُلٹا دفعہ ۱۴۴ کا پابند کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے مناظر جلسہ گاہ پر نہ جا سکے اور غیر مبائعین پہنچ گئے اور انہوں نے ہماری عدم موجودگی کو فرار قرار دے کر اعلان کر دیا کہ مبائع بھاگ گئے ہیں۔ ان پر دفعہ ۱۴۴ نہیں لگائی گئی اور اگر لگائی گئی تو اس کی خلاف ورزی پر ان سے کوئی باز پُرس نہ کی گئی۔ جب جماعت احمدیہ کا سیکرٹری اس ناروا سلوک کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس حُکم کی نقل دی جائے ہم اپیل کرنا چاہتے ہیں تو اس نے نقل دینے سے انکار کر دیا اور کہا I WILL SMASH YOU یعنی میں تم کو پیس ڈالوں گا۔

اسی سلسلہ میں ایک ہندوستانی افسر نے ہمارے اس دوست سے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ حکومت تمہارے خلاف ہے پس آپ وقت ضائع نہ کریں، آپ کی کوئی دادخواہی نہ ہو گی۔ یہ تازہ واقعہ ہے جو دس روز کے اندر اندر ہوا اور یہ دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ کہ حکومت کی طرف سے ہی ایسی ہدایتیں ماتحت افسروں کو ملی ہوئی ہیں۔ یا پھر بعض کمزور افسروں کو ورغلا لیا گیا ہے۔ اگر یہ سب کچھ حکومت کی ہدایات کے ماتحت ہو رہا ہے تو اسے چاہئے صاف طور پر بتا دے۔ لیکن میں یہ ضرور کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس طرح وہ احمدیت کو ہرگز ہرگز دبا نہیں سکتی۔ روم کی حکومت نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا مگر وہ مسیحیت کو نہ مٹا سکی اسی طرح انگریز مجھے سُولی پر لٹکا سکتے ہیں، تم میں سے ہر ایک کو لٹکا سکتے ہیں، ہم کو قید کر سکتے ہیں مگر انگریزوں اور دنیا کی دوسری سب حکومتوں سے بھی یہ ممکن نہیں کہ احمدیت کو مٹا سکیں۔ اگر یہ واقعہ حکومت کے کہنے سے ہوا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ خود چاہتی ہے کہ ایسی باتیں ہوں۔ اس صورت میں ہمیں کیوں کہا گیا تھا کہ گذشتہ باتوں کو بھول جاؤ اور اگر یہ حکومت کی طرف سے نہیں ہے تو ہمیں خوشی ہے کہ جس قوم سے ہم پچاس برس سے دوستی کے تعلقات رکھتے آئے ہیں، وہ انہیں توڑنے کے لئے تیار نہیں اور اس صورت میں ہمارا حق ہے کہ حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ ماتحت افسروں کو ہدایت کر دے کہ انصاف کریں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ انگریز منصف ہیں اور اس لئے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ خلافِ آئین سلوک ہم سے نہ کیا جائے۔ اب اس بات کے اعلان کے بعد ہم دیکھیں گے کہ حکومت کیا قدم اُٹھاتی ہے۔ اگر اس میں اس کا دخل نہیں تو اس کا فرض

ہے کہ ان باتوں کو روک دے اور اگر دخل ہے تو اس صورت میں ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ صاف طور پر ہم سے کہہ دے کہ ہم تمہارے دشمن ہیں اور ہم سے کسی خیر کی توقع تم لوگ مت رکھو۔

ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کے بعض منافق بھی تیس مار خاں بننے لگے ہیں۔ کچھ تو علی الاِعلان ایسی باتیں کرتے ہیں اور کچھ یہ طاقت تو نہیں رکھتے اس لئے علیحدہ علیحدہ آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو جماعت سے نکالیں تو سہی، ہم ایک جماعت ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے منافق بھی یہی پیغام بھیجتے رہتے تھے کہ جب ہم کو نکالا گیا تو ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے لیکن جب ان کو نکالا گیا تو کسی نے چوں تک نہ کی۔ اسی طرح ان منافقوں میں سے ہم جب کسی کو نکالیں گے تو دوسرے سب دَبک کر بیٹھ جائیں گے اور ان سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ نکل کر مقابلہ کریں۔ اور اگر کریں گے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ منافق کافر سے زیادہ جلدی سزا پاتا ہے اس لئے اگر وہ مقابل پر آئے تو اللہ تعالیٰ انہیں فوراً تباہ کر دے گا۔ ہمیں اپنی طاقت پر کوئی بھروسہ نہیں ہے اور ہم بے شک سزا نہیں دے سکتے لیکن ہمیں جس بالا حکومت نے کھڑا کیا ہے، یہ لوگ اس کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو وہ ہمارے ہاتھ باندھے اور کہے کہ تم خود دشمنوں کا مقابلہ نہ کرو اور دوسری طرف ان کو سزا نہ دے۔

انسان کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے کہ:

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
باز می گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

مگر اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ جب مجبوریاں پیدا کرتا ہے تو ان کا علاج بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جس نے اگر سنکھیا پیدا کیا ہے تو ساتھ ہی تریاق بھی پیدا کر دیا ہے۔ جس نے اگر سانپ اور بچھو پیدا کئے ہیں تو ان کے علاج بھی پیدا کئے ہیں۔ پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ منافق کھڑے کرے، ہمیں قانون کی پابندی کرنے کا حُکم دے مگر ہماری مشکلات کا کوئی علاج نہ رکھے۔ اس نے ضرور علاج بھی رکھے ہوئے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ وہ سزا ایسے رنگ میں دیتا ہے کہ انسان یہ سمجھتا بھی نہیں کہ اسے سزا مل رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہمیشہ بٹالہ کے

ریلوے سٹیشن پر آ کر لوگوں کو ورغلاتے رہتے تھے کہ قادیان نہ جاؤ۔ اُس زمانہ میں پیراں دتّا نامی ایک پہاڑی آدمی یہاں رہتا تھا۔ جس کے دماغ میں اختلال تھا۔ اسے پہلے گینٹھیا کی بیماری تھی کسی نے اسے خبر دی کہ قادیان میں مرزا صاحب بہت محبت سے علاج کرتے ہیں اور سب خرچ بھی خود اُٹھاتے ہیں اس پر وہ یہاں آیا اور اچھا ہو گیا۔ بعد میں اس کے رشتہ دار وغیرہ اُسے لینے آئے تو اس نے جواب دیا کہ میں تو اب انہی کے دروازے پر رہوں گا۔ وہ اس قدر سادہ طبع تھا کہ حضرت خلیفہ اول نے اسے کہا۔ پیراں دتے! اگر تم پانچوں نمازیں پڑھو تو دو روپے ملیں گے۔ پہلی نماز اس نے عشاء کی پڑھی، اس لئے آخری نماز مغرب کی تھی۔ جب وہ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا تو اندر سے کسی خادمہ نے آواز دی پیریا! کھانا لے جا۔ اُن دنوں مہمان تھوڑے ہوتے تھے اور سب کے لئے کھانا گھر میں ہی پکا کرتا تھا۔ پیرے نے کوئی جواب نہ دیا عورت جاہل تھی اور جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے اُسے سخت سُست کہنے لگی۔ اس پر پیرے نے چلّا کر کہا ٹھہر جا دو رکعت رہتی ہیں، ابھی پڑھ کر آتا ہوں۔ وہ ایسا آدمی تھا کہ کہا کرتا تھا لوگ مٹی کا تیل کیوں نہیں پی سکتے اور خود اگر کوئی اُسے آٹھ آنے دے دے تو دال کے پیالہ میں آدھی بوتل تیل ڈال کر کھا جاتا تھا۔ غرضیکہ وہ بالکل موٹی سمجھ کا آدمی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی تار وغیرہ دینے کے لئے یا کوئی بلٹی ریلوے سٹیشن سے لینے کے لئے کبھی اسے بٹالہ بھی بھیج دیتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب اسے ملے اور کہا پیرے تو کیوں قادیان میں پڑا ہوا ہے؟ مگر اس عقل کے آدمی نے انہیں کہا مولوی صاحب! میں پڑھا ہوا تو ہوں نہیں کہ کوئی اور جواب آپ کو دے سکوں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ آپ کی جوتی بھی گھس گئی ہے لوگوں کے پیچھے پھرتے پھرتے، مگر پھر بھی لوگ قادیان چلے ہی جاتے ہیں اور مرزا صاحب اپنے گھر میں بیٹھے ہیں لوگ خود بخود ان کے پاس پہنچتے ہیں۔ مولوی صاحب یہ جواب سن کر کھسیانے ہو کر بُرا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔ اسی طرح ہمارے ایک رشتہ دار تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چڑانے کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو چوہڑوں کا پیر بنا لیا۔ اُس زمانہ میں کچھ چوہڑے بھی احمدی ہوئے جو یہاں آئے۔ ان کو جب معلوم ہوا تو ان سے کہا کہ تمہارا پیر تو میں ہوں مرزا صاحب نہیں ان میں تم نے کیا خوبی دیکھی ہے کہ ان کے پَیرو ہو گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم چوہڑے تھے۔ مرزا صاحب کی پیروی سے لوگ اب ہمیں بھی مرزائی کہنے لگ گئے ہیں اور آپ مرزا تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے کی وجہ سے چوہڑے بن گئے ہیں۔ بس آپ میں اور مرزا صاحب میں فرق اتنا ہی

ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایک طاقتور نشان دکھایا ہے اور وہ بات پوری ہو کر رہے گی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ منافق سارا زور لگانے کے بعد کچھ نہ کر سکیں گے۔ وہ جب سچے احمدی بنے تھے تو چوہڑوں سے مرزائی بن گئے تھے مگر منافقت سے پھر چوہڑے بن جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ منافق کبھی ایسی جرأت نہیں دکھا سکتے جس سے دنیا میں کام ہو سکے۔ خدا تعالیٰ نے منافق کا دل کمزور بنایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے متعلق بے اعتماد ہوتا ہے۔ ایک مخالفوں کے پاس جاتا اور دوسرے کے متعلق کہتا ہے وہ ان سے ملا ہوا ہے۔ اور دوسرا جاتا ہے تو پہلے کے متعلق ایسا ہی کہتا ہے حالانکہ دونوں ہمارے متعلق جھوٹی خبریں مخالفین کو دے رہے ہوتے ہیں مگر ڈر کے مارے ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے۔ بہرحال ایک عنصر ایسا موجود ہے یہ لوگ اپنے نزدیک یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جتھا بنا رہے ہیں حالانکہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حُکم آئے تو ان کے جتھے یوں مٹ جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں لگتا۔ اُس وقت ان کے تمام دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور مدینہ کے منافقوں کی طرح چوں بھی نہیں کریں گے اور اگر کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نشان دکھا کر ان کی طاقت کو توڑ دے گا۔

منافق دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو روپیہ یا عزت کی خاطر افسروں کو جا کر غلط باتیں بتاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو احرار سے ملتے ہیں۔ یہ بے غیرت اور بے شرم کہلاتے تو احمدی ہیں مگر ملتے اُن لوگوں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینا کوئی بات ہی نہیں اور میری مخالفت کے لئے وہ اسے برداشت کرنے کو تیار ہیں مگر میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کر کے بھی وہ بچ نہیں سکتے تھے اور میری مخالفت کر کے بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ یعنی میرے ساتھی میرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے اس لئے میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم جتنا چاہو زور لگا لو، ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگا لو، خدا تعالیٰ کی یہ بات پھر بھی ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ مخالفت کرنے والے خواہ غیر مبائع ہوں خواہ منافق، خواہ بڑے لوگ ہوں خواہ بڑے کہلانے والوں کی اولاد ہوں، وہ یقیناً مٹا دئے جائیں گے اور ان کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ تو وہ ہیں جو حکومت کے افسروں کے پاس جاتے ہیں ان سے ہمیں کوئی ایسا خطرہ نہیں

کیونکہ ہم نہ تو کوئی جُرم کرتے ہیں اور نہ کوئی سیاسی سازشیں بلکہ حکومت کے بارہ میں ہماری اور احرار کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک عورت کا ایک نواسہ تھا اور ایک پوتا۔ بیٹی سے اسے چونکہ زیادہ محبت تھی، اس لئے نواسے کو اس نے اُٹھایا ہوا تھا اور پوتے کو انگلی پکڑے لئے جارہی تھی۔ وہ جب کہے دادی میں تھک گیا ہوں تو اسے ڈانٹ دے اور کہے، سیدھی طرح چلتا ہے یا نہیں لیکن نواسے کو گود میں اٹھائے ہوئے مٹھائی کھلاتی جاتی تھی اور اگر کوئی ذرہ اُس سے گر جاتا تو پوتے سے کہہ دیتی کہ اُٹھا کر کھالو۔ اتنے میں سامنے سے کُتا آ گیا۔ تو نواسہ کہنے لگا کُتے! میری نانی کی ٹانگ کاٹ لے۔ مگر پوتے نے کہا کُتا آگے بڑھے تو سہی مَیں پتھر مار کر اُس کا سر نہ پھوڑ دوں۔ یہی نظارہ یہاں نظر آ رہا ہے۔

سِلور جوبلی کا موقع آیا تو احراریوں نے کہا کہ کوئی سلور جوبلی کی تقریب میں شامل نہ ہو جو شامل ہونگے وہ غدار ہیں، دشمنانِ ملک وملت ہیں مگر احمدیوں نے کہا اگر بعض حُکّام ہمارے ساتھ عداوت رکھتے ہیں تو رکھیں بادشاہ ہمارا ہے، ہم تو جشن جوبلی منائیں گے۔

پس ہم تو حکومت کے افسروں سے بھی زیادہ خیر خواہ ہیں۔ جاسوس ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں سوائے اس کے کہ اپنی عاقبت خراب کریں۔ ہاں منافقین کا دوسرا گروہ زیادہ خطرناک ہے اور ان میں سے بھی بالخصوص وہ جو براہِ راست احرار سے نہیں ملتے بلکہ درمیان میں ایجنٹ رکھ کر ان کے ذریعہ مخالفوں سے ملتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حالتوں میں درمیان میں تین تین ایجنٹ ہیں۔ ایک شخص دوسرے سے بات کرتا ہے وہ آگے ایک اور سے کرتا ہے پھر وہ کسی غیر احمدی سے ملتا ہے اور پھر وہ آگے کسی غیر احمدی سے ملتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ احراریوں تک بات پہنچتی ہے۔ مجھے ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم ہیں لیکن جیسا کہ میرا اصول ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو اصلاح کا کافی موقع دیا جائے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک شہادت شرعی موجود نہ ہو، میں شرعی سزا نہیں دیا کرتا۔ منافقوں کا ہونا مسلمانوں سے ہی مخصوص نہیں، مکہ کے کئی کافر بھی رسول کریم ﷺ کو کفار کی خبریں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح اگر ہمارے منافق ہماری خبریں دشمنوں تک پہنچاتے ہیں تو لاہور و امرتسر وغیرہ شہروں میں ان کے اندر بھی ایسے لوگ ہیں جو ان کی خبریں ہم تک پہنچاتے ہیں اور وہ ان کے لیڈر بھی ہیں جو تقریریں بھی کرتے ہیں۔ مجھے ایک احراریوں کے جلسہ سے پندرہ دن پہلے اطلاع مل گئی تھی کہ تجویزیں کی جارہی ہیں کہ قادیان میں ایک جلسہ کر کے اس میں پتھر وغیرہ پھینکے جائیں اور کہا جائے کہ احمدیوں نے ایسا کیا ہے اور

اس طرح سلسلہ کو بدنام کیا جائے۔ پس یہ لوگ بہت زیادہ خطرناک ہیں جو فتنہ پیدا کر کے جماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے ہرگز یہ ڈر نہیں کہ حکومت ہم میں سے کسی کو قید کر دے گی یا پھانسی دیدے گی۔ اس سے ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور مومن کو موت سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ ہاں مومن کو بدنامی سے ڈر لگتا ہے اس لئے میں اس بات سے ضرور ڈرتا ہوں کہ کوئی ایسی بات جماعت کی طرف منسوب ہو جو جُرم اور گُناہ ہو۔

اس عرصہ میں قادیان سے باہر بھی مخالفت بہت بڑھ گئی ہے۔ حمایتِ اسلام کے جلسہ پر جو کچھ ہوا وہ آپ لوگ جانتے ہیں، لدھیانہ میں اور دوسرے مقامات پر احمدیوں کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ عورتوں کی بے عزتی کی جاتی ہے، بچوں کو پیٹا جاتا ہے۔ سیالکوٹ، ہوشیار پور وغیرہ مقامات پر بھی سخت تکالیف دی جارہی ہیں، بعض جگہوں پر ہمارے مبلغوں کو ان کے اپنے مکانوں میں بھی نہیں رہنے دیا جاتا، بعض کو جوتیوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں، بعض کے منہ کالے کر کے گدھوں پر سوار کرایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ برطانوی حکومت کے اندر ہو رہا ہے، مگر وہ بے بس ہے بوجہ اس کے کہ مخالفوں کی کثرت ہے اور تم اقلیت میں ہو۔ پس حق اور انصاف کی دلیل سے تم گورنمنٹ کو بھی نہیں منوا سکتے صرف ایک دلیل ہے جسے ماننے پر سب مجبور ہونگے اور وہ یہ کہ تم اپنی اقلیت کو اکثریت میں بدل ڈالو، تم کل ہی ان اعداد کو بدل دو پھر دیکھو حکومت کس طرح تمہاری ہر دلیل کو مانتی ہے۔

پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے کہ ''جس دی کوٹھی دانے اُس دے کملے وی سیانے'' ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ان کے اندازہ کے مطابق ہماری تعداد ۵۶ ہزار ہے اور ان میں صرف اتنی خوبی ہے کہ وہ اپنی طرف پنجاب کے ایک کروڑ لوگوں کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ کسی صورت میں بھی صحیح نہیں۔ میں کبھی نہیں مان سکتا کہ زمینداروں کی اکثریت اس قدر گندی ہوگئی ہو کہ کمزور پر ظلم کو برداشت کر سکے۔ ان میں سے بہت تھوڑے احراریوں کے ساتھ ہیں باقی کو اس کا علم بھی نہیں کہ احمدیوں پر کس قدر مظالم کئے جارہے ہیں۔ اگر ان کو اس کا علم ہو تو وہ اس ظلم کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

ان خطرات سے بچنے کیلئے میں نے بعض تجاویز کی تھیں۔ آج بعض مقررین نے ان کے متعلق تقریریں کی ہیں مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض امور کے متعلق زیادہ وضاحت سے بیان نہیں کیا جا سکا اس لئے ان امور کے متعلق میں بعض باتیں بیان کر دیتا ہوں۔ ان فتنوں سے بچنے کے

لئے میں نے بتایا تھا کہ دوست سب سے پہلے یہ کریں کہ باہم لڑائی جھگڑے بند کر دیں۔ میری اس تحریک کے نتیجہ میں سینکڑوں نے صلح کی لیکن سینکڑوں ایسے ہیں جو پھر لڑنے لگ گئے اس لئے اس مطالبہ کے چھ ماہ بعد میں پھر آپ لوگوں کو اور جو یہاں موجود نہیں ان کو اخبار کے نمائندوں کے ذریعہ توجہ دلاتا ہوں کہ کوئی احمق ہی اُس وقت اپنے بھائی سے لڑ سکتا ہے جب کوئی دشمن اس کے گھر پر حملہ آور ہو ایسے نازک وقت میں اپنے بھائی کی گردن پکڑنے والا یا تو پاگل ہوسکتا ہے یا منافق۔ ایسے شخص کے متعلق کسی مزید غور کی ضرورت نہیں، وہ یقیناً یا تو پاگل ہے اور یا منافق اس لئے آج چھ ماہ کے بعد میں پھر ان لوگوں سے جنہوں نے اس عرصہ میں کوئی جھگڑا کیا ہو کہتا ہوں کہ وہ توبہ کریں، توبہ کریں، توبہ کریں ورنہ خدا کے رجسٹر سے ان کا نام کاٹ دیا جائے گا اور وہ تباہ ہو جائیں گے۔ منہ کی احمدیت انہیں ہرگز ہرگز نہیں بچا سکے گی۔ ایسے لوگ خدا کے دشمن ہیں، رسول کے دشمن ہیں، قرآن کے دشمن ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن ہیں، ایسے لوگ خون آلود گندے چیتھڑے کی طرح ہیں جو پھینک دیئے جانے کے قابل ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس نے اپنے بھائی سے جنگ کی ہوئی ہے، میں اس سے کہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ خدا کا غضب اس پر نازل ہو وہ ہمیشہ کے لئے صلح کرلے اور پھر کبھی نہ لڑے۔ ذرا غور تو کرو تم کن باتوں کے لئے لڑتے ہو، نہایت ہی ادنیٰ اور ذلیل باتوں کے لئے۔

پھر میں نے نصیحت کی تھی کہ اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں۔ تا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے قربانی کے لئے آواز آئے، وہ تیار ہوں۔ قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں۔ ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو اس میں شامل نہیں ہوسکتا، ایک غریب آدمی اگر زکوٰۃ دینے کی خواہش بھی کرے تو نہیں دے سکتا، ایک مریض کی خواہش خواہ کس قدر زیادہ ہو روزے نہیں رکھ سکتا پس اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی کسی صورت میں بھی نہیں کر سکتے جس کی ہمیں خواہش ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے تا کہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر سکے اور اگر اس کا موقع نہ آئے تو بھی تم خدا تعالیٰ سے کہہ سکو کہ ہم نے جو کچھ جمع کیا تھا اگرچہ وہ ملا تو ہماری اولاد کو ہی لیکن ہم نے اسے دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا۔ اسی لئے میں نے یہ تحریک کی تھی کہ دوست سادہ غذا کھائیں اور ایک ہی کھانے پر اکتفاء

کریں اور دعوتوں وغیرہ کے موقع پر اگرچہ یہ پابندی نہ ہو مگر کوشش کی جائے کہ ایسے مواقع پر بھی خرچ کم ہو، کھانا معمولی اور سستا ہو اور دعوتوں کے موقع پر جو لوگ پہلے چار کھانے تیار کرتے تھے وہ دو کریں اور جو آٹھ دس کرتے ہیں وہ تین چار پر اکتفاء کریں۔

جماعت کا اکثر حصہ اس تحریک کو قبول کر چکا ہے مگر پھر بھی کئی ہیں جو اس بارہ میں غفلت کرتے ہیں اور پھر کئی ہیں جو بار بار شرطیں پوچھتے ہیں۔ ایک خاتون نے مجھے کہا اور کتنا شرمندہ کیا کہ مَردوں کو کھانے کا شوق ہوتا ہے آپ نے ان کو ایک کھانے کا حُکم دیا مگر وہ اس کے متعلق کئی سوالات پوچھتے رہتے ہیں۔ عورتوں کو زیور کا شوق ہوتا ہے اور آپ نے انہیں حُکم دیا کہ زیور نہ بنواؤ۔ عورتوں نے اس کے متعلق کوئی سوال کیا ہی نہیں اور فوراً اس حُکم کو مان لیا۔ میں اپنے منصب اور مقام کے لحاظ سے تو نہ مشرقی ہوں نہ مغربی نہ عورتوں کا ایجنٹ ہوں نہ مردوں کا مگر اس کے اس لطیفہ میں مجھے مزا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی جواب کا موقع دے دیا۔ ہمیں چاہیئے کہ قربانی کیلئے ہر وقت تیار رہیں اور تیاری کرتے رہیں ورنہ وقت آنے پر فیل ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی ایک مثال سنایا کرتے تھے کہ کسی بادشاہ نے کہا، سپاہیوں کا کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ بیٹھے تنخواہ لیتے ہیں، سب سپاہی موقوف کر دیئے جائیں۔ جب قریبی ملک کے بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے جھٹ حملہ کر دیا۔ اب اس نے مقابلہ کی یہ تجویز کی کہ سب قصائیوں کو بھیجا جائے تا کہ حملہ آور فوج کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ انہیں بھیجا گیا مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بھاگے ہوئے آئے کہ حضور بہت ظلم ہو گیا۔ وہ لوگ تو نہ رگ دیکھتے ہیں نہ پٹھا، ہم تو چار چار آدمی مل کر پہلے ایک آدمی کو لِٹاتے ہیں اور پھر قاعدہ کے ساتھ اسے ذبح کرتے ہیں مگر وہ لوگ اتنے عرصہ میں ہمارے بیس آدمی مار ڈالتے ہیں ہم فریادی ہو کر آئے ہیں کہ کوئی انتظام کیا جائے۔

پس جو قوم دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں رہتی، اس کا وہی حال ہوا کرتا ہے جو ان قصائیوں کا ہوا۔ تمہارا مقابلہ بھی ان لوگوں سے ہے جو نہ رگ دیکھتے ہیں نہ پٹھا، اور جب تک تم بھی ان کے مقابلہ کے لئے اچھی طرح تیار نہ ہو گے کامیابی نہیں ہو سکتی اس لئے تکالیف کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ سادہ غذا کھاؤ اور جو اِس ہدایت سے منہ موڑے، تم اُس سے منہ موڑ لو اور اس سے صاف کہہ دو کہ آج سے میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح اپنے لباس کو سادہ بناؤ اور ضرورت سے زیادہ کپڑے نہ بنواؤ۔ جن کے پاس کافی کپڑے ہوں جب

تک وہ پھٹ نہ جائیں اور نہ بنائیں اور جب بنوائیں تو کم بنوائیں۔ اسی طرح عورتیں بھی محض پسندیدگی کی وجہ سے کپڑا نہ خریدیں اور جب ضرورت ہو تو سستا خریدیں۔ زیورات کے متعلق میں نے ہدایت کی تھی کہ ان کا بنوانا بند کر دیں سوائے شادی بیاہ کے اور شادی بیاہ میں بھی پہلے سے کمی کریں ہاں ٹُوٹے پُھوٹے کی معمولی مرمت ہو سکتی ہے۔ پھلوں کے متعلق میں نے کہا تھا کہ یہ چونکہ صحت کے لئے ضروری ہیں، اس لئے میں کُلّی طور پر تو ان کی ممانعت نہیں کرتا مگر حتّی الوسع کم استعمال کئے جائیں۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو ہم نے یونہی اپنے ساتھ لگا رکھی ہیں۔ اس سال ہم برف کا استعمال نہیں کرتے اسی طرح اس سال سوڈے کی مفت تو بوتل میں نے پی ہے مگر خرید کر نہیں پی۔ مہمان نوازی کے طور پر کسی نے پلا دی تو پی لی۔ پھر میں نے کہا تھا کہ سینما، تھیٹر، سرکس وغیرہ چیزوں سے کُلّی پرہیز کیا جائے، نوجوان کثرت سے اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے ان کو خصوصیت سے میں نے توجہ دلائی تھی اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے اکثر نوجوانوں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور بعض جو کثرت سے اس کے عادی تھے اب اس سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر جو اس بارہ میں غفلت کر رہے ہیں، اُن کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ سوائے آفیشل تقاریب کے باقی خواہ کیسے بھی حالات ہوں، وہ ہرگز ان تماشوں میں نہ جائیں حتّی کہ مُفت بھی نہ دیکھیں۔ پھر میں نے آرائشِ مکان کے متعلق نصیحت کی تھی کہ اس پر بھی روپیہ ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ علاجوں کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر کم قیمت علاج کریں اور دوست بھی قیمتی اَدویہ کے پیچھے نہ پھریں تا ناواجب خرچ نہ ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ آج چھ ماہ کے بعد دوست پھر ان باتوں کو پورا کرنے کا اقرار کریں گے اور اپنی زندگیوں میں عمدہ نمونہ دکھانے کی کوشش کریں گے۔

پھر میں نے مطالبہ کیا تھا کہ ہر احمدی تبلیغ کی کوشش کرے اور دو دو ماہ وقف کر دے مگر بہت کم لوگوں نے اس طرف توجہ کی ہے جن کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں اور ان میں سے بھی بہت سے قادیان کے ہیں حالانکہ اگر ہم اس حد تک بھی کوشش نہ کریں جس حد تک ہمارے اختیار میں ہے تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہوگی۔ لوگوں کے کانوں تک تبلیغ کا پہنچا دینا ہمارے ذمہ ہے ورنہ اگر ہم اس ذریعہ کو بھی استعمال نہ کریں تو ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ایک مطالبہ زندگیاں وقف کرنے کا تھا اس کا جواب بھی اگرچہ کوئی زیادہ شاندار نہیں تاہم سینکڑوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ جہاں چاہیں بھیج دیا جائے۔ ان میں

سے پانچ جا بھی چکے ہیں باقی تیار ہو رہے ہیں اور ہمت سے کام کر رہے ہیں۔ پانچ ماہ ہوئے لیکن اس عرصہ میں ان میں کوئی تزلزل پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ ہمت سے قائم ہیں اور اُس دن کے منتظر ہیں جب اشاعتِ دین کے لئے انہیں بھیج دیا جائے۔ یہ نوجوان مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن دوسروں کو بھی چاہئے کہ آگے آئیں اور اپنے نام پیش کریں تا دلائل کی جنگ میں وہ دوسروں سے پیچھے رہنے والے نہ ہوں۔ یہ سلسلہ ختم ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ ایسے مطالبے ہوتے رہیں گے پھر میں نے ایک تحریک امانت کے متعلق کی تھی اس میں کُل وعدے پانچ ہزار ماہوار تک کے ہیں حالانکہ ضرورت زیادہ کی ہے۔

پس ہر احمدی جو ایک پیسہ بھی بچا سکتا ہو اسے چاہئے کہ یہاں جمع کرائے۔ یاد رکھو کہ یہ غفلت اور سستی کا زمانہ نہیں ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ اگر آج نہیں تو کل ثواب کا موقع مل سکے گا۔ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب توبہ قبول نہیں کی جائے گی[۲] اور یہ مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہی ہے۔ پس ڈرو اُس دن سے کہ جب تم کہو کہ ہم مال و جان دینا چاہتے ہیں مگر جواب ملے کہ اب قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ چندہ کی تحریک تھی۔ اس میں وعدے تو ایک لاکھ دس ہزار کے آئے ہیں مگر وصول ابھی تک باسٹھ ہزار ہوا ہے۔ حالانکہ بجٹ ستّر ہزار کا ہے (اِس وقت تک قریباً چھیاسٹھ ہزار کی آمد ہو چکی ہے) امید ہے کہ دوست بقیہ وعدے جلد پورے کریں گے اور اس بات کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ اگلے سال پھر جوش سے اس تحریک میں حصہ لے سکیں۔ میں آئندہ نومبر میں پھر اعلان کرنے والا ہوں مگر جو آج وعدہ پورا نہیں کرتا وہ کل کس طرح آگے آئے گا۔ ایک مطالبہ قادیان میں تعلیم کیلئے بچوں کو بھجوانے کا تھا اس کے ماتحت طلباء قادیان میں آئے ہیں اور ان کی تربیت کا کام جن لوگوں کے سپرد کیا گیا ہے امید ہے وہ میری ہدایات کے ماتحت اس کیلئے پوری پوری کوشش کریں گے۔ قادیان میں مکان بنوانے کی بھی تحریک کی گئی تھی۔ اس کی طرف بہت سے دوستوں نے توجہ کی ہے۔ مگر ابھی اس کی طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اب تو احرار بھی کہتے ہیں کہ قادیان میں مکان بناؤ اور زمینیں خریدو۔ اس سے ہمارے دوست اندازہ کر سکتے ہیں کہ انہیں اس امر کی طرف کس قدر توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ یہاں اس کثرت سے مکان بنائیں کہ مخالفوں کیلئے کوئی زمین ہی نہ رہنے دیں۔

ایک نصیحت ترکِ بیکاری کے متعلق تھی۔ اس پر بھی بہت کم عمل کیا گیا ہے اور بہت کم ہمت

دکھائی گئی ہے۔ جھوٹی نام ونمود کی قربانی بہت مشکل ہوتی ہے تعلیم یافتہ بے کار یہ ہمت نہیں کرتے کہ ''الفضل'' کے پرچے بغل میں دبا کر بیچتے پھریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ نوجوان اس مرض کو دور کریں گے اور والدین بھی اپنی اولاد سے اس مرض کو دور کرانے کی کوشش کریں گے کہ یہ مرض قوم کی کام کرنے کی روح کو کچل دیتا ہے۔ پھر میں نے ہاتھ سے کام کرنے کی نصیحت کی تھی، اس کی طرف بھی کم توجہ کی گئی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر قادیان کی جماعت کوئی ایسے کام پیدا کرے تو میں بھی دوستوں کے ساتھ ان کاموں میں شریک ہوں گا لیکن ابھی تک کوئی ایسا کام پیدا نہیں کیا گیا۔

ایک تحریک یہ تھی کہ پنشن یافتہ دوست یہاں آئیں۔ اس کے ماتحت جس قدر آدمیوں کی ضرورت تھی اتنے میسر نہیں ہوئے۔ ان سب باتوں کے علاوہ میں نے دعا کے لئے کہا تھا۔ اور نصیحت کی تھی کہ دوست یہ دعائیں کثرت سے پڑھا کریں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ اور رَبِّ کُلُّ شَیْیءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا- لیکن شاید بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دعائیں صرف روزوں کے ایام کے لئے ہی تھیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں جب تک یہ فتنہ رہے دوستوں کو چاہئے کہ یہ دعائیں پڑھتے رہیں۔ ان کے علاوہ اپنی اپنی زبان میں زیادہ جوش کے ساتھ بھی دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور ہمیں ایسا روحانی غلبہ عطاء کرے کہ ہم لوگوں کے خیالات میں، افکار میں، رُجحانات میں، ان کے قلوب میں، زبانوں میں، اعمال میں، تمدن میں، دین میں اصلاح کر سکیں تا جیسے خدا کی بادشاہت آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو۔ ان کے علاوہ اور بھی بعض باتیں ہیں مگر زیادہ اہم یہی ہیں، بعض کو دوسری باتوں کے ساتھ ملا کر بیان کر دیا ہے۔

بالآخر میں دوستوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ قادیان میں مکان بنوائیں اور امانت فنڈ کو مضبوط کریں، یہ نہایت اہم کام ہے اور دشمن کے مقابلہ کے لئے آپس میں تعاون سے کام لیں۔ بغیر تعاون کے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ جو کام قوموں کے سپرد ہوتے ہیں وہ افراد نہیں کر سکتے پس چاہئے کہ جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، ہر جوان، ہر بوڑھا، ہر مرد اور ہر عورت ایسے رنگ میں کام کرے کہ قیامت کے دن کہہ سکے اے خدا! ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اگر آپ لوگ تاویلیں اور بہانے کریں گے تو کام پھر بھی خدا تعالیٰ کر دے گا مگر یہ بہت شرم کی بات ہوگی، آپ کیلئے اور میرے لئے بھی کیونکہ شاگردوں کی ذمہ واری اُستاد پر بھی ہوتی ہے۔

جو لوگ محض رشتہ داری یا محبت کی خاطر منافقوں سے ملتے رہتے ہیں، ان پر بھی میں

حجت تمام کرتا ہوں اور ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم خدا کے حضور ضرور پکڑے جاؤ گے۔ تم خدا اور اس کے دین کو کھلونا بنا رہے ہو اور ہنسی کر رہے ہو لیکن خدا کے حضور تمہاری چالاکیاں، ہوشیاریاں، بڑائیاں اور تکبر کوئی چیز کام نہ دے سکے گی۔ ہر ایک جو منافقوں کے حوصلے اپنے عمل اور سلوک سے بڑھاتا ہے، وہ اچھی طرح سُن رکھے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں ہمارے سامنے اور اگلی دنیا میں اپنے سامنے ذلیل کرے گا۔ پس دشمنوں اور منافقوں سے بچو اور جب وہ منافقت کی بات کریں، ان سے الگ ہو جاؤ۔ منافق ہمیشہ پُر فریب طریق پر بات کرتا ہے مثلاً وہ کہے گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو بہت اچھے ہیں، مگر دوسرے احمدی ایسے ہیں کہ جماعت کو بدنام کر رہے ہیں۔ پس تم جس شخص کو دیکھو کہ عام لوگوں میں بیٹھ کر جماعت پر اعتراض کرتا ہے سمجھ لو کہ منافق ہے اور لَا حَوْلَ پڑھتے ہوئے اس کے پاس سے اُٹھ جاؤ۔

پھر جو شخص تمہیں سلسلہ کی خدمت سے روک رہا ہو، خواہ اسی بہانہ سے روکتا ہو کہ اس سے بہتر خدمت کا موقع تمہیں مل سکے گا اس کے متعلق بھی سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔ اِس وقت سلسلہ کے کام بہت پھیل رہے ہیں اور ہمیں آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ علوم حاصل کریں، نائٹ سکول کھولے جائیں جہاں لیکچرار مقرر کر دیئے جائیں کہ دوستوں کو مسائل یاد کرا کے تبلیغ کے لئے تیار کریں۔

سب سے آخر میں پھر یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک تم اپنے لئے موت قبول نہ کرو، زندگی حاصل نہیں کر سکتے۔ تم سے اگر کوئی پوچھے کہ اسلام کی زندگی کی کیا صورت ہے؟ تو تمہاری طرف سے اس کا ایک ہی جواب ہونا چاہئے کہ ہماری موت، موت، موت۔

پس تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج ہمیں حکومت سے بھی صاف لفظوں میں کہہ دینا چاہئے کہ ہم مذہب میں کسی قسم کی دخل اندازی گوارا نہیں کر سکتے۔ ہم ایک ایک کر کے مر جائیں گے مگر یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اور آج ہمیں احرار سے بھی یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہم نرم طبائع رکھتے ہیں فسادی نہیں ہیں لیکن تمہاری ایک ایک قربانی کے مقابلہ میں ہم دس دس پیش کر کے بھی خوش نہیں ہونگے۔ ہم اُس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیں گے جب تک کہ تم لوگ یا تو توبہ نہ کر لو اور یا پھر تمہارے نظام کو ہم دنیا سے فنا نہ کر دیں اور تمہاری پارٹی کو توڑ نہ دیں۔ ہمارے آرام کی اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم مومن بن جاؤ اور دوسری یہ کہ تم پراگندہ ہو جاؤ۔ اور آج ہمیں منافقوں سے بھی صاف الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہم ہر اس دل کو جس میں سلسلہ کے

خلاف میل ہو گی مسل دیں گے خواہ بوجہ اس کے کہ وہ ہمارا دوست یا رشتہ دار تھا، ہمارا اپنا دل بھی ساتھ ہی مسلا جائے۔ ہمیں اپنے بیوی بچوں، والدین، بہنوں بھائیوں اور دوستوں رشتہ داروں سے بھی کہہ دینا چاہیئے کہ تمہارے ساتھ ہمارے تعلقات اسی صورت میں رہ سکتے ہیں کہ تم دین کے لئے مصائب کی آگ میں ہم سے پہلے کُود جاؤ اور کہو کہ یہ آگ نہیں جنت ہے۔ لیکن اگر تم قربانیوں کے رستہ میں ہمارے لئے روک بنو گے تو تمہارے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہو گا۔ حکومت سے کہہ دو کہ ہم خیر خواہ اور امن پسند ضرور ہیں مگر یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ سلسلہ کی عزت کو کم کیا جائے۔ ادب سے لیکن کھول کر حکومت کو یہ سنا دو کہ ہم سے یہ امید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حُکّام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی جی ہاں جی ہاں کہتے ہوئے سر جُھکائے رکھیں ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہارے لئے ہم ہمیشہ قربانیاں کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن یہ کبھی نہ ہو گا کہ احمدیت میں اس وجہ سے کوئی کمزوری آنے دیں۔ جس دن تم احمدیت کے خلاف تلوار اُٹھاؤ گے، اُس دن بس دو ہی صورتیں ہمیں مطمئن کر سکیں گی یا تو یہ کہ تم ایمان لے آؤ اور یا پھر یہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤ۔ منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہئے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے۔ ان کا ہم سنگدل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہو گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اخلاص، انصاف اور عدل پیدا کرے۔ تاہم جنگ کی حالت میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے سلسلہ بدنام ہو۔ ایک طرف ہمیں حکومت سے وفاداری کو قائم رکھنے اور دوسری طرف سلسلہ کی عظمت و وقار کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ مسلمانوں سے ہمیں دوستی کرنے کی توفیق دے مگر یہ بھی توفیق دے کہ ہر اس آنکھ کو جو احمدیت کو ٹیڑھی نظر سے دیکھے، پھوڑ ڈالیں۔ وہ ہماری کمزوریوں، جہالتوں اور غفلتوں کو دور کر کے نیک، خادم دین، مخلص اور سچا مومن بنائے۔ اپنے دین کے رستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہم اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔

(الفضل ۱۲۔ جون ۱۹۳۵ء)

۱؎ شرح دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۱۶۵ مطبع رحمانیہ مصر ۱۹۲۹ء

۲؎ مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت